خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

اکیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

اکیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝

(العنکبوت :۴۵)

آیت ۴۵

اللہ کا ذکر...... تسکینِ قلب اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ

یہ آیت اللہ کے ذکر کی اَفادیت بیان کر رہی ہے۔ اللہ کے ذکر کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے تلاوتِ قرآنِ کریم۔ اِسی طرح اللہ کے ذکر کی جامع ترین صورت ہے نماز۔ نماز میں قولی ذکر بھی ہے اور بدنی بھی۔ پھر اِس میں تلاوتِ قرآن، اللہ کی تسبیح، تحمید، تکبیر، دعائیں غرض ذکر کی جملہ صورتیں جمع ہیں۔ اللہ کے ذکر کے ذریعے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ نماز کی صورت میں ذکر انسان کو بار بار عہدِ بندگی (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ...... اے اللہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔) یاد دلا کر برائی و بے حیائی سے روک دیتا ہے۔ گویا اللہ کے ذکر کا حاصل تسکینِ قلب بھی ہے اور تزکیۂ نفس بھی۔

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدے میں گریں، لوحِ جبیں تازہ کریں

آیات ۴۶ تا ۴۷

اہلِ کتاب کے لیے دعوت

اِن آیات میں اہلِ کتاب کو دعوتِ حق دینے کے حوالے سے رہنمائی کے طور پر درج ذیل نکات بیان کیے گئے:

i- گفتگو میں شائستہ اور مہذب انداز اختیار کیا جائے۔
ii- جو اہلِ کتاب بحث اور ہٹ دھرمی کا طرزِ عمل اختیار کریں اُن سے خوبصورتی کے ساتھ علیحدگی اختیار کر لی جائے۔
iii- دعوت کی بنیاد باہمی مشترک نکات کو بنایا جائے یعنی اللہ کی ہر کتاب پر ایمان لانا، صرف اللہ ہی کو معبود تسلیم کرنا اور اُس کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینا۔

آیت ۴۷ میں بشارت دی گئی کہ اہلِ کتاب اور اہلِ مکہ میں ایسے سلیم الفطرت لوگ ہیں جو ایمان لے آئیں گے۔ البتہ جو ہٹ دھرم ہیں وہ ہرگز نہیں مانیں گے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیات ۴۸ تا ۵۱

عظمتِ قرآن اور صداقتِ رسول ﷺ

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی عظمت اور نبی اکرم ﷺ کی صداقت کو نمایاں کیا گیا۔ اہلِ مکہ کو توجہ دلائی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نے چالیس برس کی عمر مبارک تک نہ کبھی سخن سازی کی اور نہ ہی کوئی تحریری کاوش کی۔ اگر ایسا ہوتا تو شبہ کیا جا سکتا تھا کہ آپ ﷺ نے قرآن بھی خود سے تصنیف کیا ہے۔ نہیں یہ قرآن اللہ کا نازل کردہ ہے اور سلیم الفطرت انسانوں کی فطرت کی پکار ہے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

قرآنِ حکیم جیسا معجزانہ کلام سامنے آنے کے باوجود کچھ ایسے ظالم ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے معجزات دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اِن ظالموں کو آگاہ کر دیں کہ اُن کے فرمائشی معجزے تو صرف اللہ ہی دکھا سکتا ہے۔ مجھے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآن جیسا معجزہ عطا کیا ہے جس کی مانند کلام لانا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔ پھر یہ قرآن بلاشبہ رحمت بھی ہے اور اصل حقائق کی یاد دہانی کرانے کا ذریعہ بھی۔

آیات ۵۲ تا ۵۵

حق کو جھٹلانے والوں کا بدترین انجام

نبی اکرم ﷺ کو اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ وہ اعلان کردیں کہ آسمانوں اور زمین کے ہر راز کا جاننے والا معبودِ حقیقی یعنی اللہ اِس بات پر گواہ ہے کہ میں حق پر ہوں۔ عنقریب حق کو جھٹلانے والے اور باطل پر ایمان لانے والے بہت بڑے خسارے کا شکار ہونے والے ہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے عذاب لانے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ اُن پر عذاب اچانک آپہنچے گا۔ پھر روزِ قیامت وہ جہنم کے دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ جہنم کی آگ اُنہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانپ لے گی اور اللہ یہ کہہ کر اُن کی حسرت میں اضافہ فرمائے گا کہ چکھو اپنے سیاہ کرتوتوں کا مزا۔

آیات ۵۶ تا ۶۰

ہجرت کا حکم

یہ آیات ہجرت کے حکم اور ہجرت کرنے والوں کے لیے تسلی کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہمیت کسی خطۂ زمین کی نہیں، اللہ کی عبادت کی ہے۔ اگر کسی علاقہ میں اللہ کی عبادت کرنا دشوار ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے اس کے بندوں کو ضرور سکون کا کوئی گوشہ فراہم کر ہی دے گی۔

جراءت ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا! ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

اگر کوئی شخص زمین ہی کو مقدس سمجھ کر اس سے چمٹا رہے اور ہجرت نہ کرے تو عنقریب موت آکر اُسے اپنی پسندیدہ زمین سے جدا کردے گی۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں شرمندگی کے ساتھ حاضری ہوگی۔ اِس کے برعکس ہجرت کرنے والوں کو جنت کے بالاخانوں کی صورت میں عمدہ ٹھکانہ نصیب ہوگا۔ پھر اِس دنیا میں بھی ہجرت کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ دیارِ غیر میں کہاں سے ضروریاتِ زندگی میسر آئیں گے۔ جو اللہ ہر مخلوق کو روزی اور ضروریاتِ زندگی فراہم کررہا ہے وہ اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی بھی بھرپور خاطر و مدارت کرے گا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

حق واضح کرنے والے دو سوالات

اِن آیات میں شرک کرنے والوں سے دو ایسے سوالات پوچھے گئے جو اُنہیں سوچنے اور حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں:

i- بتاؤ تمام آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں اور سورج اور چاند کو انسانوں کی خدمت میں کس نے لگا دیا ہے؟

جواب میں مشرکین بول پڑے کہ یہ کاری گری اللہ ہی کی ہے۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نہ صرف کائنات کا خالق اور اِس کا نظام چلانے والا ہے بلکہ وہی ہر انسان کو رزق دینے والا بھی ہے۔ اُس نے کسی کا رزق وسیع کر دیا اور کسی کا محدود۔ بلاشبہ وہ ہر انسان کی مصلحت سے واقف ہے۔

ii- بتاؤ آسمان سے بارش کون برساتا ہے اور بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر کے نباتات کون اُگاتا ہے؟

مشرکین پکار اٹھے کہ یہ قدرت صرف اللہ ہی کی ہے۔ بلاشبہ اللہ ہی ہر خوبی و کمال کا مالک ہے لیکن افسوس انسانوں کی اکثریت غور نہیں کرتی۔

آیت ۶۴

دنیا کی زندگی محض ڈرامہ ہے

اِس آیت میں ایک ایسا مضمون بیان کیا جارہا ہے جو پیشِ نظر رکھنے سے انسان کی سوچ اور ترجیحات کا رُخ بدل جاتا ہے۔ یہ مضمون دنیا کی زندگی کی حقیقت اور آخرت کی زندگی کی ابدیت کا بیان ہے۔ دنیا کی محدود زندگی کو آخرت کی لامحدود زندگی سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ دنیا کی زندگی ایک ڈرامہ کی طرح ہے جس کا دورانیہ محدود ہوتا ہے۔ مختلف افراد اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ کوئی بادشاہ ہے اور کوئی فقیر۔ البتہ ڈرامہ ختم ہوتے ہی ہر فرد اپنی اصل اوقات پر آجاتا ہے۔ اِسی طرح دنیا میں کوئی شاہانہ انداز کی زندگی سے نوازا گیا ہے اور کسی کی

گزر اوقات مشکل کر دی گئی ہے۔ البتہ یہ تمام حالات عارضی ہیں۔ عنقریب موت کے بعد ہر اک کو، خواہ امیر ہو یا فقیر، ایک جیسے کفن اور ایک جیسی قبر کی کوٹھڑی میں قیامت کا انتظار کرنا ہے۔ ڈرامہ میں ایوارڈ، ڈائریکٹر کی ہدایات کی روشنی میں انجام دی گئی کارکردگی پر ملتا ہے۔ اِسی طرح آخرت میں بدلہ دنیا میں اپنے اپنے کردار میں اللہ کی ہدایات کا پاس کرنے کے اعتبار سے ملے گا۔ پھر یہ بدلہ دائمی ہوگا جو ہمیشہ ہمیش کی جنت یا ہمیشہ ہمیش کی جہنم کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اللہ ہمیں اُس لامحدود زندگی کی تیاری کے لیے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۵ تا ۶۶

اللہ کا کرم...... بندوں کا ظلم

بحری سفر کے دوران انسان پر خوف طاری رہتا ہے کہ کہیں کوئی طوفان نہ آجائے اور کشتی یا جہاز ڈوب نہ جائے۔ وہ صرف اللہ ہی سے سلامتی کی دعائیں کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اِس مشکل سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ البتہ جب اللہ خشکی پر باسلامت پہنچا دیتا ہے تو کچھ لوگ اللہ کے ساتھ من گھڑت معبودوں کو بھی پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندوں کی یہ ناشکری اور سرکشی تھوڑے سے وقت کے لیے ہے۔ عنقریب محاسبہ ہوگا اور اُنہیں اپنی مشرکانہ روش کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

مشرکینِ مکہ کی سرکشی

اللہ نے مکہ میں حدودِ حرم مقرر فرما کر اِس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ اطراف میں جنگ و جدال ہوتا رہتا ہے لیکن مکہ میں امن و امان کی فضا قائم رہتی ہے۔ اِس کے باوجود مشرکینِ مکہ حق کے بجائے باطل یعنی بتوں کی گندگی پر ایمان رکھتے ہیں۔ شرک کے جھوٹے عقیدے کے لیے دلائل پیش کرتے ہیں اور خالص توحید کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ بہت بڑے ظالم ہیں۔

آیت ۶۹

ہدایت جہاد کرنے والے کو ملتی ہے

سورۂ عنکبوت کی اِس آخری آیت میں بڑے تاکیدی اسلوب میں آگاہ کیا گیا جو لوگ اللہ کی راہ

میں مال و جان سے جہاد کرتے ہیں اللہ اُن ہی کو اپنے راستے کی ہدایت دیتا ہے ۔قرآن وحدیث کے مطالعہ سے علم تو حاصل ہوسکتا ہے لیکن علم کے ساتھ ساتھ ایک باطنی بصیرت، نئے نئے مسائل میں حق و باطل کے درمیان تمیز، خلوص واخلاص اور زیادہ سے زیادہ مال وجان کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق اُسی کو ملے گی جو دین کی نصرت واقامت کے لیے میدان میں نکل آئے ۔قرآن غلبۂ دین کی جدوجہد کے دوران اِس جدوجہد کے مختلف تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے رہنمائی دیتا رہا۔ہم یہ جدوجہد کریں گے تو ہمیں اُن مسائل کا سامنا ہوگا جن کا قرآن نے حل پیش کیا۔اب ہمیں قرآن کی ہدایات کا فہم حاصل ہوگا۔مولانا مودودی صاحبؒ نے ''تفہیم القرآن'' کے مقدمہ میں اِس نکتہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے :

''لیکن فہمِ قرآن کی اِن ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لئے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر اِسے پڑھیں اور اِس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصورِ مذہب کے مطابق ایک نِری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اِس کے سارے رموز حل کرلئے جائیں۔ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اِس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر خدا سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اِس سے آواز اٹھوائی اور وقت کے علمبردارانِ کفر وفسق وضلالت سے اِس کو لڑا دیا۔ گھر گھر سے ایک ایک سعید روح اور پاکیزہ نفس کو کھینچ کھینچ کر لائی اور داعیٔ حق کے جھنڈے تلے اِن سب کو اکٹھا کیا۔ گوشے گوشے سے ایک ایک فتنہ جو اور فساد پرور کو بھڑکا کر اٹھایا اور حامیانِ حق سے اِن کی جنگ کرائی۔ ایک فردِ واحد کی پکار سے اپنا کام شروع کر کے خلافتِ الٰہیہ کے قیام تک پورے ۲۳ سال یہی کتاب اِس عظیم الشان تحریک کی رہنمائی کرتی رہی اور حق و باطل کی اِس طویل و جاں گسل کشمکش کے دوران ایک ایک منزل اور ایک ایک مرحلہ پر اِسی نے تخریب کے ڈھنگ اور تعمیر کے نقشے بتائے۔ اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر ودین اور معرکۂ اِسلام وجاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اِس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اِس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔

اِسے تو پوری طرح آپ اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اِسے لے کر اٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اِسی طرح قدم اٹھاتے چلے جائیں۔تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے''۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اَنْ نُجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِکَ بِاَمْوَالِنَا وَاَنْفُسِنَا۔آمین!

سورۂ روم

اللہ کی نعمتوں اور قدرتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کی نعمتوں اور قدرتوں کا بیان نمایاں ہے تاکہ لوگ اللہ کی نعمتوں کا احساس کر کے اور اُس کی پکڑ سے ڈر کر اپنے سیرت و کردار کی اصلاح کر لیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ — ایک خوش کن بشارت
- آیات ۷ تا ۱۹ — مضامینِ عبرت و موعظت
- آیات ۲۰ تا ۲۷ — اللہ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۲۸ تا ۳۲ — توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۳۳ تا ۳۷ — بندوں کا افسوسناک طرزِ عمل
- آیات ۳۸ تا ۴۰ — قربِ الٰہی کا حصول
- آیات ۴۱ تا ۴۵ — عذابِ الٰہی کا سبب اور نجات کی راہ
- آیات ۴۶ تا ۵۴ — اللہ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۵۵ تا ۵۷ — احوالِ قیامت
- آیات ۵۸ تا ۶۰ — نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

آیات ۱ تا ۶

مسلمانوں کے لئے خوشخبری

یہ آیات سن ۶۱۴ء میں اُس وقت نازل ہوئیں جب ایرانی آتش پرستوں نے رومی اہلِ کتاب کو

فلسطین کی سرزمین میں شکست سے دوچار کیا۔ اِس واقعہ سے مشرکینِ مکہ خوش ہوئے اور مسلمانوں کو رنج ہوا۔ اِس کا سبب یہ تھا کہ مشرکینِ مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں کیوں کہ وہ بھی مشرک تھے۔ اِس کے برعکس مسلمانوں کی ہمدردیاں اہلِ کتاب رومیوں کے ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بشارت دی کہ عنقریب رومیوں کو فتح حاصل ہوگی۔ یہ فتح ایک ایسے روز حاصل ہوگی جس روز مسلمان بھی اللہ کی مدد کے سہارے ایک کامیابی پر خوشیاں منا رہے ہوں گے۔ یہ خوشخبری ۹ سال بعد عین بدر کے دن پوری ہوئی اور قرآنِ حکیم کے کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت واضح طور پر ظاہر ہوگیا۔

آیات ۷ تا ۸

آخرت واقع ہونے کے دو ثبوت

یہ آیات آخرت کے حوالے سے انسانوں کی غفلت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اگر وہ غور کریں تو دو حقائق آخرت کے واقع ہونے کا واضح ثبوت ہیں:

i- انسان کے وجود میں ضمیر جو ہر نیکی پر تسکین دیتا ہے اور ہر برائی پر جھنجھوڑتا ہے۔ ضمیر کا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ نیکی کا اچھا بدلہ اور بدی کا برا بدلہ مل کر رہے گا۔

ii- کائنات میں ہر شے ایک خاص مدت کے بعد فنا ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح ایک روز پوری کائنات بھی فنا ہو جائے گی۔

افسوس کہ انسانوں کی اکثریت واضح حقائق سامنے آنے کے بعد بھی آخرت کے واقع ہونے کا انکار کر رہی ہے۔

آیات ۹ تا ۱۰

سرکش قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

سابقہ قوموں کی تاریخ اور اُن کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ قومیں اسباب، صلاحیت اور قوت کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ تھیں۔ البتہ جب اُن کے پاس اللہ کے رسولؑ واضح تعلیمات کے ساتھ آئے تو اُنہوں نے اپنی دنیوی ترقی اور علم کی بنیاد پر رسولوں کی

دعوت کو حقارت سے جھٹلا دیا۔ رسولوں کی طرف سے عذاب کی وعید کو مذاق سمجھا۔ آخر کار اللہ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ بلا شبہ اُن پر اللہ نے ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے ذمہ دار تھے۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

احوالِ آخرت

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ وہ اُنہیں دوبارہ بھی زندہ کرے گا۔ پھر سب کے سب انسان اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ وہ اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ نیک انسانوں کا مقام جنت ہو گا جہاں اُن کی بھرپور مہمان نوازی ہو گی۔ مجرم لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ شدید مایوسی اُنہیں گھیرے گی۔ کوئی من گھڑت معبود اُن کی سفارش نہیں کرے گا بلکہ وہ خود بھی اپنے خود ساختہ معبودوں سے اعلانِ بیزاری کریں گے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

مردہ زمین کو زندہ کرنے والا تمہیں بھی زندہ کرے گا

اِن آیات میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ صبح و شام اور رات و دن اللہ کی تسبیح کریں۔ یعنی اِس بات کا اقرار کریں کہ اللہ ہر کمی اور کمزوری سے پاک ہے۔ وہی ہے جس کی تعریف پوری کائنات میں جاری و ساری ہے۔ جو مردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ مخلوقات کو موت دیتا ہے۔ جب وہ مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے تو اِس پر بھی قادر ہے کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے اور قبروں سے نکال کر میدانِ حشر میں جمع کر دے۔

آیات ۲۰ تا ۲۷

اللہ کی بے مثال قدرتیں اور رحمتیں

اِن آیات میں اللہ نے اپنی کئی قدرتیں اور رحمتیں بیان کی ہیں:

i- اللہ نے مٹی سے کروڑوں انسان تخلیق کیے جو پوری زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔

ii- اللہ نے مرد کو بیوی کی صورت میں وہ رحمت دی جس کے پاس جا کر اُسے تسکین حاصل ہوتی ہے۔ پھر میاں اور بیوی کے درمیان محبت و الفت کا جذبہ بھی اُسی نے پیدا کیا۔

iii- آسمانوں اور زمین کی تخلیق اللہ کی عظیم قدرت کا کتنا بڑا شاہکار ہے۔

iv- دنیا میں بولی جانے والی مختلف بولیاں بھی قدرتِ خداوندی کا حیران کن مظہر ہیں۔

v- کائنات میں مختلف رنگوں میں مخلوقات کی تخلیق اللہ کی حسین کاری گری کا نمونہ ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن

اے ذوق! اِس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

vi- رات اور اس میں حاصل ہونے والی میٹھی نیند اللہ کے کرم کی فرحت بخش نشانی ہے۔

vii- دن کا اجالا اور اُس میں اپنی ضروریات کے لیے بھاگ دوڑ کی سرگرمیاں بھی اللہ کی رحمت ہی کی مرہون منت ہیں۔

viii- آسمانوں پر چمکنے والی بجلیاں اور اُن کو دیکھ کر خوف و امید کی کیفیات اللہ کی عظمت اور جلال کا احساس دلاتی ہیں۔

ix- آسمانوں سے برستی ہوئی موسلا دھار بارش اللہ کی حیات بخش نعمت ہے۔

x- بارش سے مردہ زمین کا زندہ ہونا اور طرح طرح کی نباتات کا پیدا ہونا اللہ کی قدرت کے عظیم خزانوں کا عکس ہے۔

xi- آسمانوں اور زمین کا ایک توازن کے ساتھ قائم رہنا اللہ کا کتنا بڑا انعام اور اُس کے زبردست ہونے کی دلیل ہے۔

xii- اللہ کے اقتدار و اختیار کا یہ عالم ہے کہ اُس کے ایک حکم سے تمام کے تمام انسان قبروں سے نکل کر اُس کی بارگاہ میں جمع ہو جائیں گے۔

xiii- کائنات کی ہر شے اللہ ہی کے حکم سے اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ بلاشبہ تمام آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی شان سب سے اونچی اور قائم و دائم رہنے والی ہے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

شرک کی نفی ایک مثال کے ذریعہ

یہ آیات ایک واضح مثال کے ذریعہ شرک کی نفی کر رہی ہیں۔ غور کرو کیا کوئی آقا اپنے غلام کو اپنے

مال اور اختیارات میں برابر کا ساجھی بناتا ہے؟ کیا غلام کی ضروریات اور آرام کے لیے وہی کچھ کرتا ہے جو اپنے لیے کرتا ہے؟ جب ایک انسان دوسرے انسان کو اپنا ہمسر بنانے کے لیے تیار نہیں تو کیسے ممکن ہے کہ خالق اپنی مخلوق کو اپنے ساتھ شریک کرلے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاسکتی۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

فطرت کی پکار......اللہ کی مکمل اطاعت

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ انسان کی فطرت میں اللہ کی معرفت، اُس سے لو لگانے کی خواہش اور صرف اُسی کی اطاعت کرنے کا جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔ اِسی کا نتیجہ ہے کہ انسان اگر برائی کرتا ہے تو اُسے باطن میں ایک خلش سی محسوس ہوتی ہے کیوں کہ برائی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس ہر نیکی سے انسان کے باطن میں خوشی کی لہر اٹھتی ہے کیوں کہ نیکی سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ انسانوں کو چاہیئے کہ وہ فطرت کی پکار کے مطابق طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اُسی سے لو لگانے کے لئے نماز قائم کریں۔ یہ ہے بالکل خالص دین۔ کچھ باتوں میں اللہ کی اطاعت کرنا اور کچھ میں نہ کرنا دراصل دین کے حصے بخرے کرنا ہے۔ دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے درحقیقت مشرک ہیں۔ اِس لیے کہ وہ کچھ اللہ کی مانتے ہیں اور کچھ اپنی خواہشِ نفس کی۔ وہ دین کے کسی ایک حصہ کو اختیار کر کے خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہی پر سمجھ رہے ہیں۔ آج بدقسمتی سے ہماری اکثریت اِس جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۷

انسانوں کا غیر متوازن طرزِ عمل

اِن آیات میں انسانوں کی اکثریت کے خود غرضانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ جب اُنہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑاتے ہوئے اللہ سے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر جب اللہ تکلیف دور فرما دیتا ہے تو اُسے اپنے خود ساختہ معبودوں کا کرم قرار دیتے ہیں۔ کیا اُن کے پاس اپنے شرک کے لیے کوئی دلیل ہے؟ نہیں! حقیقت یہ ہے کہ کل اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ وہ

جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو وسیع کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ جو لوگ واقعی حق پر ایمان لانا چاہیں اُن کے لیے اِس حقیقت میں معرفت و ہدایت کا سامان ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

قربِ الٰہی کے حصول کے لیے رہنمائی

جو انسان اپنے رب کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے مستحق قرابت داروں، محتاجوں اور مسافروں کی مدد کے لیے مال خرچ کرے۔ وہ یہ نیکی نفلی صدقات کے ذریعہ بھی انجام دے سکتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعہ بھی۔ اِس کے برعکس مال کو سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا اللہ کو ناراض اور اُس کی قربت سے محروم کر دیتا ہے۔ ہمیں اُس اللہ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں رزق اور تمام ضروریاتِ زندگی عطا کیں، وہی ہمیں موت دے گا، پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور ہمیں اُس کے سامنے جوابدہی کے لیے حاضر ہونا ہے۔ اُس جوابدہی کے وقت رسوائی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم وہ کام کریں جس سے اللہ کی رضا حاصل ہو۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قوموں پر عذاب گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

اِن آیات کی رُو سے لوگوں پر آفات اور عذاب اُن کے گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ اِن عذابوں کے ذریعہ اللہ قوموں کو جھنجھوڑتا ہے تا کہ وہ اپنی روش پر توبہ کریں اور نیکی کی راہ اختیار کریں۔ تاریخ اِس بات پر گواہ ہے کہ عذاب اُن قوموں پر آیا جو شرک کا جرم کر رہی تھیں یا اللہ کے دین کے حصے بخرے کر کے کچھ احکام پر عمل کرتی تھیں اور کچھ احکام کو پاؤں تلے روندتی تھیں۔

آیات ۴۳ تا ۴۵

عذاب سے بچنے کی راہ

یہ آیات ہدایت دے رہی ہیں کہ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے ہمیں اپنا رُخ خالص دین کی طرف کرنا چاہیے یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ عنقریب یوم

الحساب آنے والا ہے۔ اُس روز انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اللہ کے نافرمان دائمی عذاب سے دوچار ہوں گے اور اللہ کے وفادار اور فرمانبردار بہترین اَجر و ثواب اور اللہ کے فضل و کرم سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۶ تا ۴۷

اللہ کی نعمتیں اور قدرتیں

اِن آیات میں اللہ کی کئی نعمتیں اور قدرتیں بیان کی گئیں ہیں:

i- بارش سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کا خوشخبری لے کر آنا۔

ii- بارش کی صورت میں اللہ کی رحمت کا برسنا۔

iii- دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں کا چلنا جن کے ذریعہ بڑے پیمانے پر تجارتی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔

iv- لوگوں کی ہدایت کے لیے رسولوں کا بھیجنا۔

v- سرکش قوموں کو ہلاک کر کے اہلِ ایمان کی مدد کرنا۔

آیات ۴۸ تا ۵۳

بارش اور اُس کی برکات

اللہ تعالیٰ بارش کی آمد سے قبل ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں۔ پھر جس طرح چاہتا ہے اِن بادلوں کو آسمان پر بکھیر دیتا ہے۔ اب بادلوں کو تہہ بہ تہہ کیا جاتا ہے اور اُن کے بیچوں بیچ سے بارش نازل ہوتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے یہ بارش برساتا ہے اور وہ خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ بارش کے نزول سے قبل یہی لوگ بڑی مایوسی کا شکار تھے۔ اب بارش سے اللہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اُگاتا ہے۔ جس طرح اللہ نے زمین کو زندہ کیا وہ مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔ پھر اگر اللہ لُو کے تھپیڑے بھیج کر کسی کی فصل کو جھلسا دے تو وہ ناشکری کرنے لگتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ جس اللہ نے یہ نعمت دی تھی اُسی نے واپس لے لی ہے۔ قدرتِ خداوندی کی اتنی واضح نشانیاں

دیکھنے کے باوجود بعض بدنصیب ایسے ہیں جو حق قبول کرنے کو تیار نہیں۔ بلاشبہ اللہ ایسے بدنصیبوں کو زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔

آیت ۵۴

اللہ کی قدرت اور بندے کی بے بسی

انسان اپنی تخلیق پر غور کر کے اپنی بے بسی اور اللہ کی قدرت کا احساس کر سکتا ہے۔ اللہ نے انسان کو اِس صورت پر پیدا کیا کہ وہ بالکل لاچار اور کمزور تھا۔ پھر اللہ ہی رفتہ رفتہ اُسے قوت اور توانائی دیتا ہے۔ پھر وہ رفتہ رفتہ انسان کو دوبارہ لاغر اور لاچار کر دیتا ہے۔ بلاشبہ انسان پورے کا پورا اللہ ہی کے اختیار میں ہے:

لائی حیات آئے ، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

آیات ۵۵ تا ۵۷

روزِ قیامت مجرموں کی حسرت

روزِ قیامت مجرم بڑی حسرت سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک گھڑی کا وقت گزار کر آئے ہیں۔ وہ سعادت مند لوگ جو ایمان اور علم کی دولت سے فیض یاب ہوئے، مجرمین سے کہیں گے نہیں بلکہ تم دنیا میں دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک رہے۔ آج وہ دن آچکا ہے۔ البتہ آج کے دن کی حسرت وندامت بے فائدہ ہے۔ نہ تم اللہ کے سامنے اپنے جرائم کا کوئی عذر پیش کر سکتے ہو اور نہ ہی اللہ کی بارگاہ میں کوئی رحم کی اپیل داخل کر سکتے ہو۔ اللہ ہم سب کو اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۶۰

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

سورۂ روم کی اِن آخری آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ قرآنِ کریم میں لوگوں کی ہدایت کے لیے ہر مثال بیان کر دی گئی ہے۔ البتہ جب قرآنِ کریم کی یہ تعلیمات کفار کے

سامنے پیش کی جاتی ہیں تو وہ اُنہیں خودساختہ قرار دے کر جھٹلا دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اِن بدبختوں کو ہدایت سے محروم رکھنے کے لیے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ آخری آیت میں نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ عنقریب اللہ کا وعدہ پورا ہوگا اور حق کو غلبہ حاصل ہوگا۔ آپ ﷺ استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیں اور ثابت کردیں کہ کوئی دھمکی، کوئی تشدد، کوئی لالچ اور کوئی مصالحت کی پیشکش آپ ﷺ کو سیدھی راہ سے نہیں ہٹا سکتی۔

سورۂ لقمان

پُراز حکمت تعلیمات کا خزانہ

اِس سورہ ٔ مبارکہ میں حکمت سے پُر، ایسی تعلیمات کا ذکرِ جمیل ہے جو انسانوں کے عقیدہ، عمل اور سیرت میں رُوح پرور انقلاب برپا کردیتی ہیں۔

☆ **آیات کا تجزیہ:**

- آیات ۱ تا ۹ — قرآن کے حوالے سے دو طرزِ عمل
- آیات ۱۰ تا ۱۱ — عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۲ تا ۱۹ — حضرت لقمان کی پُر حکمت نصیحت
- آیات ۲۰ تا ۲۴ — اللہ کے احسانات اور بندوں کے دو طرزِ عمل
- آیات ۲۵ تا ۳۰ — عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۳۱ تا ۳۳ — مضامینِ عبرت وموعظت
- آیت ۳۴ — عظمتِ باری تعالیٰ

آیات ۱ تا ۵

قرآن سے ہدایت کن کو ملتی ہے؟

قرآنِ کریم اللہ کا ایک پُر حکمت کلام ہے۔ یہ اُن بندوں کے حق میں ہدایت ورحمت ہیں جو نماز کے ذریعہ اللہ سے لو لگائے رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرکے دل سے دنیا کی محبت دور کرتے رہتے ہیں اور اپنے پورے طرزِ عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اُنہیں آخرت میں جوابدہی کا پورا یقین

ہے۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگ نہ صرف ہدایت پر ہیں بلکہ روزِ قیامت سرخرو ہونے والے ہیں۔ اللہ ہمیں اِن بندوں میں شامل فرمائے۔آمین!

آیات ۶ تا ۹

قرآن کے حوالے سے دو طرزِ عمل

اِن آیات میں قرآن حکیم کے حوالے سے انسانوں کے دو طرزِ عمل بیان کیے گئے:

i- ایک طرزِ عمل قرآن سے دشمنی کا ہے۔ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والے خود تو قرآن سے محروم ہیں ہی دوسروں کو بھی محروم کرنے کے لیے اُنہیں کھیل، تماشے اور غافل کرنے والی دیگر سرگرمیوں میں ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔ جب بھی اُنہیں قرآن سے نصیحت کی جاتی ہے تو بڑے تکبر اور حقارت سے وعظ ونصیحت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اِس طرزِ عمل کی سزا دکھ دینے والا عذاب ہے۔

ii- دوسرا طرزِ عمل اُن لوگوں کا ہے جو قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے تمام احکام پر پورے جوش و جذبہ سے عمل کرتے ہیں۔ایسے لوگوں سے اللہ نے لازوال نعمتوں والی جنت کا وعدہ کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ کا وعدہ یقینی اور پورا ہو کر رہنے والا ہے۔اللہ ہمیں اِس وعدہ کا مصداق بنادے۔آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۱

تخلیقِ باری تعالیٰ کے شاہکار

اللہ تعالیٰ ہی وہ عظیم خالق و صانع ہے جس نے:

i- اونچے اونچے آسمان بغیر ستونوں کے بنائے۔

ii- بھاری بھاری پہاڑ زمین میں نصب کر دیے تا کہ وہ توازن میں رہے۔

iii- طرح طرح کی مخلوقات زمین میں پھیلا دیں۔

iv- بار بار آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرماتا رہتا ہے۔

v- کیسی کیسی حسین اور رنگارنگ نباتات زمین میں اُگاتا رہتا ہے۔

یہ سب معبودِ حقیقی اللہ کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔ کیا اللہ کے سوا دیگر معبودوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟ بلاشبہ شرک کرنے والے بڑے ہی ناانصاف ہیں!

آیت ۱۲

حضرت لقمان کا تعارف

حضرت لقمان ایک حکیم و دانا انسان تھے۔ اہلِ عرب اُن کے اقوال کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اپنے کلام میں بطورِ سند پیش کرتے تھے، اللہ نے حضرت لقمان کو نصیحت کی تھی کہ وہ اللہ کا شکر ادا کریں کیوں کہ اُنہیں حکمت کی صورت میں بہت بڑی دولت دی گئی ہے:

وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا (البقرہ:۲۶۹)

''اور جسے حکمت دی گئی اُسے تو بہت بڑی بھلائی دے دی گئی''۔

حکیم انسان اِس حقیقت کو جان لیتا ہے کہ اِس کائنات کا خالق اور محسنِ حقیقی صرف اللہ ہے۔ لہٰذا وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ شکر ادا کرنے سے اللہ کی عنایات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے:

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ
اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۷﴾ (ابراہیم:۷)

''اور جب کہ تمہارے رب نے اعلان کر دیا اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بے شک میرا عذاب بھی بہت شدید ہے''۔

گویا شکر کرنا انسان ہی کے لیے باعثِ خیر و برکت ہے۔ اِس سے اللہ کی شان یا قدرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

آیت ۱۳

حضرت لقمان کی اہم ترین نصیحت

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے تلقین کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کیا جائے۔ نہ کوئی اِس قابل ہے کہ اُسے اونچا کر کے اللہ کے برابر کر دیا جائے اور نہ

ہی اللہ میں ایسی کوئی کمی ہے کہ اُسے نیچے کر کے مخلوق کے برابر قرار دیا جائے۔ بلاشبہ سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو برابر کر دیا جائے۔ اللہ ہمیں اِس ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۵

والدین کے بارے حکیمانہ وصیت

اِن آیات میں اللہ نے انسان کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔ خاص طور پر ماں کی عظمت سے آگاہ کیا جو بڑی تکلیف برداشت کر کے بچہ کا حمل اٹھاتی ہے، اُسے جنم دیتی ہے اور دو سال تک دودھ پلانے کی مشقت سے گزرتی ہے۔ البتہ اگر والدین انسان کو شرک کا حکم دیں تو اُن کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ شریعت کا اصول ہے:

لَا طَا عَةَ لِمَخۡلُوقٍ فِیۡ مَعۡصِیَةِ الۡخَالِقِ (ابوداؤد)

"مخلوقات میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں اگر اِس سے خالق کی نافرمانی ہو"۔

البتہ دنیا میں والدین کے ساتھ حسن سلوک برقرار رکھنا ہے۔ آخرت میں ہر انسان اور اُس کے والدین اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ وہاں فیصلہ کر دیا جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون گمراہ تھا؟

آیات ۱۶ تا ۱۹

حضرت لقمان کی حکیمانہ نصیحتیں

اِن آیات میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کے لیے ۹ حکیمانہ نصیحتوں کا ذکر ہے:

i- یاد رکھو اعمال کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا۔ یہ آخرت کے قائم ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دنیا میں یہ نتیجہ سامنے نہیں آتا۔ البتہ ضمیر کا نیکی پر شاباش دینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا اِس بات کا ثبوت ہے کہ اعمالِ انسانی کا بدلہ مل کر رہے گا۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

ii- نماز کے ذریعہ اللہ سے لو لگائے رکھو۔
iii- نیکی کا حکم دو۔
iv- برائی سے روکو۔
v- برائی سے روکنے پر لوگوں کی طرف سے جو ردِ عمل آئے اُس کو برداشت کر کے حق کی تبلیغ جاری رکھو۔
vi- لوگوں کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرو اور نہ ہی لوگوں کو حقیر سمجھو۔
vii- زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔
viii- چال میں میانہ روی اختیار کرو۔
ix- اپنی آواز کو پست رکھو اور بلند آواز سے لوگوں پر غالب آنے کی کوشش نہ کرو۔

آیات ۲۰ تا ۲۴

اللہ کے احسانات اور بندوں کے دو کردار

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ نے کائنات کی ہر شے انسانوں کی خدمت میں لگا دی ہے۔ اُس نے انسانوں پر مادی عنایات بھی کی ہیں اور باطنی نعمتوں کے ذریعہ اُن کے دلوں کی تسکین کا سامان بھی کیا ہے۔ البتہ انسانوں کی طرف سے دو کردار سامنے آ رہے ہیں:

i- پہلا کردار اُن بدنصیبوں کا ہے جو اللہ کی ہدایات کے بارے میں شکوک شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ کے کلام کی پیروی کے بجائے آباء واجداد کے عقیدے اور رسومات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چند روز کی مہلت دی جا رہی ہے۔ اگر باز نہ آئے تو سخت عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔

ii- دوسرا کردار اُن نیک بندوں کا ہے جو اپنا سرِ تسلیم اللہ کے احکام کے سامنے خم کر چکے ہیں۔ وہ اللہ کی رضا کے لیے نیکیوں پر کاربند ہیں۔ ایسے لوگ عنقریب لازوال نعمتوں سے فیض یاب ہوں گے۔

آیات ۲۵ تا ۳۰

عظمتِ باری تعالیٰ

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی بلند شان کے حسبِ ذیل مظاہر بیان کئے گئے ہیں:

i- اللہ ہی تمام آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور اُن دونوں میں اللہ کی حمد و ثناء مسلسل جاری ہے۔

ii- کائنات کی ہر شے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہر شے اُس کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔

iii- زمین کے تمام درخت اگر قلم بنا دیئے جائیں اور زمین پر موجود سمندروں جیسے سات سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں تو یہ قلم گھس جائیں گے اور سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ کے کلمات کا بیان مکمل نہ ہوگا۔ اللہ کی ہر مخلوق پہلی بار اُس کے کلمہ ٔکن سے وجود میں آتی ہے، یہ مخلوقات مسلسل دریافت ہو رہی ہیں لہٰذا ممکن نہیں کہ اِن کلمات کو شمار کیا جا سکے یا ضبطِ تحریر میں لایا جاسکے، بقول اقبال:

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

iv- تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لیے ایسا ہی ہے جیسے کسی ایک انسان کو زندہ کرنا۔

v- اللہ ہی ہے جو رات اور دن کا نظام چلا رہا ہے۔

vi- اللہ ہی نے سورج اور چاند کی گردش کے لیے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے اور یہ گردش ایک طے شدہ مدت تک تسلسل سے جاری رہے گی۔

vii- بے شک اللہ تمام انسانوں کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔ بلاشبہ کائنات کا اصل حق صرف اللہ ہے اور اللہ کے سوا دیگر معبود من گھڑت اور باطل ہیں۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

اللہ کا احسان اور بندوں کی ناشکری

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی ہے جو سمندروں میں کشتیوں کو بحفاظت چلاتا ہے تا کہ انسان اپنی تجارتی و

دیگر سرگرمیاں انجام دے سکیں۔ پھر جب کبھی کسی طوفان کے آنے کی صورت میں کشتی ڈولتی ہے تو بندے صرف اللہ ہی کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ البتہ جب اللہ اُنہیں حفاظت کے ساتھ خشکی پر لے آتا ہے تو سوائے چند کے اکثر اُسے خودساختہ معبودوں کا احسان قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بلاشبہ پرلے درجے کے جھوٹے اور ناشکرے ہیں۔

آیت ۳۳

ڈرو یومِ حساب سے!

اِس آیت میں بڑے جلالی اسلوب میں لوگوں کو اللہ سے اور آخرت کے دن ہونے والے حساب کتاب کے احساس سے ڈرنے کا حکم دیا گیا۔ ایک ایسا دن جس میں باپ بیٹے کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی بیٹا باپ کو بچا سکے گا۔ اِس دن کا آنا یقینی ہے۔ ہر انسان کو چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں دنیا کی زندگی اور یہاں کی سہولیات وآسائشات کا حصول اُسے غافل نہ کر دے۔ پھر یوں نہ ہو کہ شیطان اُسے اللہ کی رحمت کا سہارا دے کر گناہوں پر آمادہ کر دے۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اُس کی پکڑ بھی بہت سخت ہے:

نَبِّیءُ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَ اَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۝ (الحجر: ۴۹، ۵۰)

''اے نبی ﷺ! آپ میرے بندوں کو بتا دیجیے، کہ میں بلاشبہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں (لیکن) جو میرا عذاب ہے وہ بھی دردناک عذاب ہے''۔

اللہ ہمیں شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے اور اللہ کی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اُس کے عذاب سے ڈرتے رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۴

پانچ باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ پانچ باتوں کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے:

i- قیامت کب واقع ہوگی؟

ii- بارش کب، کہاں اور کتنی نازل ہوگی۔

iii- ماں کے رحم میں کیا ہے یعنی لڑکا یا لڑکی ، نیک یا بد، ذہین یا کند ذہن وغیرہ ۔

iv- کوئی انسان آنے والے روز کیا سرگرمیاں انجام دے گا؟

v- کسی انسان کی موت کس جگہ واقع ہوگی؟

سورۂ سجدۃ

وہ سورہ ٔ مبارکہ جس سے نبی اکرم ﷺ کو خاص شغف تھا

سننِ دارمی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

کَانَ النَّبیُّ ﷺ لاَ یَنامُ حَتّٰی یَقْرَأَ(الم تَنْزِیلُ) السَّجْدَۃَ وَ(تَبارَکَ)

''نبی اکرم ﷺ رات کونہیں سوتے تھے جب تک سورہ ٔ سجدہ اورسورہ ٔ ملک کی تلاوت نہ کرلیں''۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۳	عظمتِ قرآن
- آیات ۴تا۹	عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۰تا۱۴	مجرموں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۵تا۱۷	مومنوں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۸تا۲۰	مومن اور فاسق برابر نہیں ہیں
- آیات ۲۱تا۲۲	قوموں پر عذاب
- آیات ۲۳تا۲۵	تورات اور حاملینِ تورات کی تحسین
- آیات ۲۶تا۳۰	مضامینِ عبرت وموعظت

آیات ۱ تا ۳

عظمتِ قرآن

اِن آیات میں اعلان کیا گیا کہ بلاشبہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ کسی

انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے حق ہے۔ اِس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ بنفسِ نفیس اُن اہلِ عرب کو اللہ کا پیغام پہنچا دیں جن کے پاس حضرت اسماعیلؑ کے بعد ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ وہ اِس قرآن کی تعلیمات سے سیدھی راہ کی ہدایت حاصل کریں۔

آیات ۴ تا ۹

عظمتِ باری تعالیٰ

یہ آیات عظمتِ باری تعالیٰ کے درجِ ذیل گوشے بیان کر رہی ہیں:

i- اللہ نے چھ مراحل میں تمام آسمان، زمین اور اِن کے درمیان کی کائنات تخلیق فرمائی۔

ii- کائنات کا پورا نظام اللہ ہی چلا رہا ہے۔

iii- انسانوں کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار اور مشکل کشا نہیں۔

iv- زمین پر انجام پانے والے تمام امور کی منصوبہ بندی اللہ ہی کرتا ہے۔

v- اللہ نے ہر شے کو بہت عمدہ بنایا اور انسانوں کو تو خاص طور پر بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ اُس کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی اور پھر نطفہ سے اُس کی نسل کو جاری رکھا۔ اُس کے خاکی وجود میں اپنی روح ڈال کر اُسے عظمتوں سے مالا مال کر دیا۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اِسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

پھر ہر انسان کو سمجھ، بوجھ اور عقل دی تا کہ وہ اپنے حوالے سے نفع و نقصان اور خیر و شر کا فیصلہ کر سکے۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

طنزیہ اعتراض......غضبناک جواب

کفار اعتراض کرتے تھے کہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم مرنے کے بعد مٹی میں گل سڑ جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جا سکے۔ جواب دیا گیا کہ یہ اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے سیاہ اعمال کا جواب دینا نہیں چاہتے۔ اِنہیں پسند ہو یا نہ ہو، حقیقت یہ ہے کہ موت کے فرشتے کو حکم دے دیا گیا ہے کہ وہ کب کس کو موت سے دوچار کرے گا۔ پھر کوئی چاہے یا نہ چاہے اُسے اللہ کی بارگاہ

میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

مجرموں کا روزِ قیامت برا انجام

روزِ قیامت مجرم اللہ کے سامنے سر جھکا کر گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ فریاد کریں گے کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج کر اپنی اصلاح کا ایک موقع دے دیا جائے۔ اللہ کی طرف سے جواب دیا جائے گا کہ اب تو اصل حقائق تم نے دیکھ ہی لیے ہیں۔ اِس کے بعد تو ہر شخص ایمان لے آئے گا۔ اصل ایمان تو دنیا میں رہتے ہوئے غیب کے ساتھ یعنی بن دیکھے مطلوب تھا۔ اب واپسی کی کوئی راہ نہیں۔ دنیا میں تم نے آج کے دن کے حساب کتاب کی تیاری سے غفلت برتی۔ اب اِس غفلت کے نتیجے اور اپنے سیاہ اعمال کے بدلے میں ہمیشہ ہمیش کے عذاب کا مزا چکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

مومنوں کا طرزِ عمل اور حسین انجام

یہ آیات مومنوں کے پاکیزہ کردار کا نقش واضح کر رہی ہیں:

i- جب اُنہیں اللہ کے احکام کی یاددہانی کرائی جاتی ہے تو وہ فوراً سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

ii- وہ اللہ کی تسبیح اور حمد کا مسلسل اہتمام کرتے ہیں۔

iii- وہ ہر قسم کے تکبر اور بڑائی سے اجتناب کرتے ہیں۔

iv- وہ راتوں کو اٹھ کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ کے خوف اور اُس سے امید کے احساسات کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے دعائیں کرتے ہیں۔

v- اللہ نے اُنہیں جو بھی رزق دیا ہے، اُس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

اللہ اُن کے اعمال کے بدلہ میں ایسی نعمتیں عطا فرمائے گا جس کا اِس دنیا میں تصور ممکن ہی نہیں۔ حدیثِ قدسی ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَعْدَدتُّ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ مَالاَ عَیْنٌ رَ اَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ

وَلاَ خَطَرَ عَلىٰ قَلْب بَشَرٍ وَاقْرَءُ وُاِنْ شِئْتُمْ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (بخاری، مسلم)

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے اُن کا ذکر سنا اور نہ ہی کسی دل پر اُن کا خیال گزرا، اگر تم چاہو تو پڑھ لو فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ......انسان نہیں جانتے کہ اُن کے لیے آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے (سورۂ سجدہ آیت ۱۷)''۔

آیات ۱۸ تا ۲۰

مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ اللہ کے فرمانبردار اور نافرمان بندے برابر نہیں ہو سکتے۔ شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے کہ اللہ بہت غفور و رحیم ہے اور وہ سب کو بخش دے گا۔ گویا اللہ کے احکام پر عمل کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ نہیں! جو لوگ ایمان لا کر نیک اعمال کریں گے اُن کے لیے ٹھکانہ ہمیشہ ہمیش کی جنت ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ اللہ کے احکام کو توڑتے ہیں اُن کا ٹھکانہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔ وہ جب بھی آگ سے نکلنے کی کوشش کریں گے دوبارہ اُس میں دھکیل دیے جائیں گے۔ اُنہیں کہا جائے گا کہ آگ کے اُس عذاب کا مزا لو جسے تم جھٹلاتے رہے تھے۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب آتے ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نافرمان قوموں پر بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجتا ہے۔ حکمت یہ ہوتی ہے کہ شاید لوگ چھوٹے عذاب سے لرز جائیں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔ البتہ ایسے لوگ سب سے بڑے ظالم ہیں جو نہ چھوٹے عذابوں سے کوئی سبق لیں اور نہ ہی قرآن کے ذریعہ کی جانے والی یاد دہانی سے اصلاح پر آمادہ ہوں۔ یہ لوگ بڑے مجرم ہیں اور اللہ اِن مجرموں سے انتقام ضرور لے گا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

امامت کا اعزاز کسے حاصل ہوتا ہے؟

بلاشبہ اللہ ہی نے حضرت موسیٰؑ کو کتاب عطا فرمائی ۔ یہ کتاب بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی ۔ بنی اسرائیل میں سے اللہ نے کچھ سعادت مندوں کو امامت کے منصب پر فائز کیا ۔ اُنہیں یہ سعادت اِس لیے ملی کہ :

i- اُنہوں نے صبر کیا۔ وہ باصلاحیت تھے اور دنیا میں توانائیاں لگا کر مال و جائیداد جمع کر سکتے تھے ، لیکن اُنہوں نے اللہ کی کتاب کی خدمت کو دنیا کی آسائشوں پر ترجیح دی۔ صبر عن الدنیا کر کے اپنے اوقات اللہ کی کتاب کے سیکھنے اور سکھانے کے لیے وقف کر دیئے ۔

ii- اُنہیں اللہ کی آیات کے حوالے سے یقین تھا کہ وہی سب سے بڑا خزانہ ہیں۔ **هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ** کے مصداق اللہ کی آیات کا فہم اور ان سے ملنے والی ہدایت مادی مال و اسباب سے بدرجہا بہتر ہے۔ ہدایت ہے تو ہر نعمت ، نعمت ہے ۔ ہدایت نہیں تو بظاہر جو شے نعمت نظر آ رہی ہے وہ روزِ قیامت حساب کتاب کے وقت زحمت بن جائے گی ۔

مذکورہ بالا دو صفات کی وجہ سے اُنہیں منصبِ امامت ملا ۔ اِس طرح لوگوں کی مختلف امور کے حوالے سے رہنمائی کا اعزاز ملا اور یہ عمل صدقہ جاریہ کی صورت اختیار کر گیا۔ اللہ ہمیں بھی مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے اور قرآن کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین !

آیات ۲۶ تا ۲۷

دعوتِ غور و فکر

اِن آیات میں دو اعتبارات سے غور و فکر کرنے اور حق کو قبول کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے :

i- ماضی میں کتنی ہی نافرمان قوموں کو اللہ نے ہلاک کیا۔ اُن کی بستیوں کے کھنڈرات آج عبرت کی تصویر بنے ہوئے ہیں ۔ کیا لوگ اُن کے انجام پر غور و فکر کر کے سیدھی راہ کی طرف نہیں آئیں گے ۔

ii- اللہ بنجر زمین کی طرف پانی بہا کر لے آتا ہے ۔ پھر اِس زمین سے ایسی نباتات اُگتی

ہیں جو انسانوں اور اُن کے جانوروں، دونوں کے لیے غذا کا ذریعہ بنتی ہیں۔ کیا ایسی کارگری کوئی اور دکھا سکتا ہے، یا غذا کی ایسی نعمت کوئی اور فراہم کرسکتا ہے؟ کیا طرح طرح کے فائدے پہنچانے والے بے شمار جانوروں کی پرورش کا اہتمام کوئی اور کرسکتا ہے؟ بلاشبہ اللہ کے سوا یہ لطف وکرم کسی اور کے بس کی بات نہیں۔ پھر جو اللہ مردہ زمین کو زندہ کرسکتا ہے کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں! وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے سو کرسکتا ہے۔

اللہ ہمیں غور وفکر کرنے اور حق تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۸ تا ۳۰

طنزیہ سوال ویسا ہی جواب

کفار اپنے من گھڑت تصورات کی گمراہی کو چھپانے کے لیے حق کی دعوت پر اعتراضات کرتے تھے۔ بار بار کہتے تھے کہ اگر مسلمان آخرت کا تصور دینے میں سچے ہیں تو بتائیں کہ آخرت یعنی فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ جواب دیا گیا کہ فیصلے کے روز کافروں کو اُن کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی اُنہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اِن اعتراض کرنے والوں کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ وہ حق کو قبول کرنے کے بجائے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو اے نبی ﷺ آپ بھی اُن کی رسوائی کا منظر سامنے آنے کا انتظار کیجیے۔

سورۂ احزاب

اہم معاشرتی احکام

اِس سورۂ مبارکہ میں انتہائی اہم معاشرتی احکام بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے اسلامی معاشرے پر دور رس نتائج مرتب کیے اور اُسے دیگر معاشروں سے بالکل جدا کردیا۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۳	نبی اکرم ﷺ کو احکام شریعت پر ڈٹے رہنے کی تلقین
- آیات ۴ تا ۶	احکامِ شریعت

- آیات ۷ تا ۸ — انبیاء سے عہد اور اِس کا نتیجہ
- آیات ۹ تا ۲۵ — غزوۂ احزاب پر بھرپور تبصرہ
- آیات ۲۶ تا ۲۷ — غزوۂ بنوقریظہ پر اجمالی تبصرہ
- آیات ۲۸ تا ۲۹ — دنیا پرستی کی زوردار مذمت
- آیات ۳۰ تا ۳۴ — خواتین کے لیے اہم ہدایات
- آیات ۳۵ تا ۳۶ — اللہ کے محبوب بندوں اور بندیوں کے اوصاف
- آیات ۳۷ تا ۴۹ — نبی اکرم ﷺ اور مومنوں کے لیے اہم ہدایات
- آیات ۵۰ تا ۵۲ — نبی اکرم ﷺ کے لیے رعایتی احکام
- آیات ۵۳ تا ۵۵ — حکمِ حجاب
- آیات ۵۶ تا ۵۸ — عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
- آیت ۵۹ — چہرے کے پردے کا حکم
- آیات ۶۰ تا ۶۸ — گستاخانِ رسول ﷺ پر غیظ وغضب
- آیات ۶۹ تا ۷۱ — مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۷۲ تا ۷۳ — انسانوں پر ایک امانت کی ذمہ داری

آیات ۱ تا ۳

جلالی اسلوب میں احکامِ شریعت پر عمل کا حکم

سورۂ احزاب میں ایسے احکام دیے گئے جو اُس وقت کے معاشرے کے لیے انتہائی سخت تھے۔ کفار و منافقین کے لیے اُنہیں برداشت کرنا کافی مشکل تھا اور اُن کی طرف سے شدید مخالفت کا اندیشہ تھا۔ ایسے میں نبی اکرم ﷺ کو جلالی اسلوب میں تلقین کی گئی کہ آپ ﷺ احکامِ شریعت پر ڈٹے رہیں۔ کفار و منافقین کے دباؤ کو قبول نہ کریں اور اللہ پر مکمل توکل و بھروسہ کریں۔ اللہ آپ ﷺ کا حامی و ناصر ہوگا۔

آیات ۴ تا ۵

دو سخت احکامِ شریعت

اِن آیات میں اُس وقت کے معاشرہ کے اعتبار سے دو سخت احکام دیے گئے:

i- ظہار کی کوئی حیثیت نہیں۔ظہار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص قسم کھائے کہ میری بیوی مجھ پر اِسی طرح حرام ہے جیسے میری ماں۔ جو شخص یہ قسم کھالیتا تھا اب اُس کے لیے زندگی بھر بیوی سے تعلق ممنوع ہو جاتا تھا۔ اللہ نے فرمایا کہ ہر فرد کی ماں صرف وہ ہے جس نے اُسے جنم دیا ہے۔ بیوی کو ماں کہنے سے نہ وہ ماں بن جاتی ہے اور نہ ہی اُس سے تعلق ممنوع ہوتا ہے۔ظہار کرنے والا کفارہ ادا کر کے بیوی کے ساتھ تعلق قائم کر سکتا ہے۔

ii- منہ بولے بیٹے کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہر فرد کو اُس کے اصل والد کی طرف منسوب کرو۔ والد کا علم نہ ہو تو وہ دینی اعتبار سے تمہارا بھائی ہے۔ کسی شخص کا نسب تبدیل کرنا یعنی اُسے حقیقی والد کے بجائے کسی اور کا بیٹا قرار دینا گناہ کبیرہ ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْہِ حَرَامٌ

''جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا، حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اِس کا باپ نہیں ہے، اُس پر جنت حرام ہے''۔(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

آیت ۶

نبی ﷺ مومنوں سے اُن کی جانوں سے بڑھ کر ہیں

اِس آیت میں مومنوں کے لئے مقام مصطفیٰ ﷺ کو واضح کیا گیا۔مومنِ کامل وہی ہے جس کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ذات نہ صرف تمام انسانوں بلکہ اپنی ذات سے بھی بڑھ کر ہو۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ، وَاَھْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ، وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذَاتِہٖ (المعجم الکبیر للطبرانی)

''ایک بندہ، مومن نہیں ہوسکتا، جب تک اُسے میں محبوب نہ ہو جاؤں اپنے آپ سے

اور میرے گھر والے اُس کے گھر والوں سے اور میری ذات اُس کی اپنی ذات سے"۔
نبی ﷺ کی ناموس کی حرمت پر جان قربان کر دینے کی آرزو دراصل ایک مؤمن کے سچے ہونے کا ثبوت ہے۔ اِسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ مومنوں کے لیے ماں ہونے کا تقدس رکھتی ہیں۔ اِن مقدس ہستیوں کے علاوہ شریعت نے وراثت کے احکام کے حوالے سے مسلمان رحمی رشتہ داروں کو اوّلیت دی ہے۔ البتہ اُس وقت یہ اوّلیت صرف ان رشتہ داروں کے لیے تھی جو نہ صرف مسلمان ہوں بلکہ ہجرت کر کے مدینہ بھی آ گئے ہوں۔ اِن کے علاوہ باقی مسلمانوں سے حسنِ سلوک کی کوئی بھی صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔

آیات ۷ تا ۸

انبیاء سے خصوصی عہد

اِن آیات میں انبیاء کرامؑ کی ارواح سے ایک عہدِ خصوصی لینے کا ذکر ہے۔ یہ عہد بھی ازل میں اُسی وقت لیا گیا جب تمام ارواحِ انسانیہ سے عہدِ الست لیا گیا تھا۔ یہ عہدِ خصوصی تمام انبیاء سے نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرنے، غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کا عہد تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اِس عہد میں یہ بھی شامل تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اب جو اُمتی اپنے نبیؑ کے عہد کا پاس کرے گا اُسے اَجر دیا جائے گا۔ جس اُمتی نے اپنے نبیؑ کے عہد سے بے وفائی کی اُسے المناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔

اِن آیات میں اللہ نے انبیاء میں سے خاص طور پر پانچ جلیل القدر رسولوںؑ کا ذکر کیا ہے۔ ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے یہ رسول ہیں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور نبی اکرم ﷺ۔ یہ وہ رسول ہیں جنہیں اللہ نے خاص طور اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کرنے کا حکم دیا تھا:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ (سورہ شوریٰ آیت ۱۳)

’’تمہارے لئے اللہ نے دین کے حوالے سے وہی چیز طے کردی ہے جس کی اُس نے وصیت کی تھی نوح ؑ کو اور جس کی وحی کی ہے اے نبی ؐ ہم نے آپ کو اور جس کی وصیت ہم نے کی تھی ابراہیم ؑ، موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ کو کہ دین کو قائم کرو اور اِس معاملے میں تفرقے میں مت پڑو‘‘۔

آیات ۹ تا ۱۱

غزوۂ احزاب پر اجمالی تبصرہ

یہ آیات غزوۂ احزاب کی مختصر داستان بیان کر رہی ہیں۔ اِس غزوۂ میں ہر طرف سے کفار نے یلغار کی اور آ کر مدینہ کو گھیر لیا۔ کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔ وہ بھرپور تیاری سے آئے تھے اور پوری طرح جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔ مدینہ میں داخل ہونے کا راستہ صرف ایک سمت تھا۔ اِس سمت میں مسلمانوں نے تحفظ کے لیے خندق کھود لی تھی۔ کفار خندق کو عبور کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ اِس صورت حال میں مسلمانوں پر شدید خوف طاری ہوا اور ڈر کے مارے اُن کے دل اچھل اچھل کر حلق تک پہنچ رہے تھے۔ یہ کیفیت پورے ایک ماہ تک جاری رہی۔ پھر اللہ کی مدد آ گئی۔ تیز ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعہ کفار کے خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔ دیگیں الٹ دی گئیں اور چولہوں کی آگ خیموں کو جلانے لگی۔ وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ پس اللہ کی مدد سے اہلِ ایمان، کفار کے ناپاک ارادوں اور سازشوں کے شر سے محفوظ رہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

غزوۂ احزاب میں منافقوں کا طرزِ عمل

غزوۂ احزاب کے موقع پر جب کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تو منافقین کے باطن میں پوشیدہ اسلام دشمنی، رسول اللہ ﷺ سے بغض اور بزدلی ظاہر ہو گئی۔ وہ ایسی باتیں کر رہے تھے جن سے مسلمانوں پر مایوسی طاری ہو اور اُن کے حوصلے پست ہو جائیں۔ وہ برسرِ عام کہنے لگے کہ ہمیں روم، ایران اور یمن پر فتح کے خواب دکھائے گئے تھے جبکہ آج ہم رفع حاجت کے لیے گھر سے باہر نہیں جا سکتے۔ نبی اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ تمام مومنین خندق کے قریب مورچوں میں رہیں اور کفار کی خندق عبور کرنے کی کوششوں کو تیر اندازی سے ناکام کر

دیں۔منافقین اِس کے برعکس مشورہ دے رہے تھے کہ جاؤ گھروں میں اوراپنی موت کا انتظار کرو۔کسی بھی وقت کفار مدینہ میں داخل ہوکر تمہارا صفایا کردیں گے۔اگر واقعی کفار مدینہ میں داخل ہو جاتے اور اُن سے مرتد ہونے کا مطالبہ کرتے تو منافقین مرتد ہونے میں دیر نہ لگاتے۔حالانکہ وہ غزوۂ اُحد کے بعد وعدہ کر چکے تھے کہ آئندہ کبھی بھی دینِ اسلام کے لیے قربانی پیش کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔اللہ اُنہیں اِس عہد شکنی کی سزا ضرور دے گا۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

کیا محاذِ جنگ سے فرار، موت سے بچالے گا

منافقین مخلص مومنوں کومشورہ دیتے تھے کہ اپنی جان کی حفاظت کرواور خندق کے قریب مت جاؤ۔اللہ نے فرمایا کہ کیا گھروں میں موت نہیں آسکتی؟ کیا وہ گھروں میں جا کر اللہ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں؟موت تو بہر حال آنی ہے۔اللہ کرے کہ یہ اُس کی راہ میں آجائے ؎

اللہ کے رستہ کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے ہے

آیات ۱۹ تا ۲۰

منافقت کا سبب...... مال اور جان کی محبت

یہ آیات واضح کررہی ہیں کہ منافقین کا اصل مرض مال اور جان سے محبت ہے۔کوئی خطرہ کی خبر آئے تو اُن پر ایسا خوف طاری ہوتا ہے جیسا اُس شخص پر جو موت کے وقت آخری سانس لے رہا ہوتا ہے۔اگر فتح کی صورت پیدا ہوجائے تو وہ مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔وہ کفار کے لشکروں کے ناکام لوٹنے کے باوجود ڈر رہے ہیں کہ کہیں وہ واپس نہ آجائیں۔اُن کی خواہش تو یہ ہے کہ مدینہ سے دور کسی بستی میں چلے جائیں اور وہاں سے مسلمانوں اور کفار کے درمیان کشمکش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں۔اللہ ہمیں مال، جان اور ہر شے کی محبت کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت پر قربان کرنے کی ہمت وسعادت عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۲۱

نبی اکرم ﷺ بہترین نمونہ ہیں

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ بابرکت میں مومنوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ایسے مؤمن جواللہ کی رضا، آخرت کی فلاح اور ہروقت حالتِ ذکر میں رہنا چاہتے ہوں۔آپ واحد رسول ﷺ ہیں جن کی سیرت پوری طرح سے محفوظ اور قابلِ اتباع ہے۔آپ ﷺ انفرادی اعتبار سے معاشرہ کے ہرکردار کے لیےنمونہ ہیں۔ایک تاجر، داعی، امام مسجد، مدرس، مربی، سپہ سالار، قاضی، حکمران ،غرض بظاہر متضاد حیثیتوں کے لیے بھی اسوہ ہیں۔کوئی پیغمبر بےکسی کے عالم میں داعی تو ہیں لیکن حکمران نہیں۔کسی کی زندگی میں غلبۂ دین کی جدوجہد کے لیے تحریکی دورتو ہےلیکن غلبۂ دین کے بعد اسلامی ریاست کی عملداری نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اِن تمام اعتبارات سے نمونہ ہیں۔اِسی طرح اجتماعی اعتبار سے آپ ﷺ نے بالکل انسانی سطح پر جدوجہد کر کے تاریخِ انسانی کا عظیم ترین اور ہر اعتبار سے کامل انقلاب برپا کیا۔اِس جدوجہد میں معجزات کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے تاکہ بعد میں بھی لوگ آپ ﷺ کے اسوہ کی پیروی کرسکیں۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

غزوۂ احزاب کے موقع پر مومنوں کا طرزِ عمل

جب سچے اہلِ ایمان نے دیکھا کہ کیل کانٹے سے لیس کفار کے لشکر نے مدینہ کو گھیر لیا ہے تو وہ پکار اُٹھے کہ اِسی کا وعدہ ہم سے اللہ اور اِس کے رسول ﷺ نے کیا تھا یعنی:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿﴾ (البقرۃ آیت ۱۵۵)

’’اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے کچھ خوف سے اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں (نتائج) کے نقصان سے اور (اے نبی ﷺ) بشارت دیجیے صبر کرنے والوں کو‘‘۔

اِس صورتحال میں مومنوں کے ایمان میں اور اضافہ ہوا۔اُنہوں نے بڑی دلیری سے کفار کو

خندق عبور کرنے سے روکے رکھا۔ اِس دوران چند صحابہؓ نے جامِ شہادت بھی نوش کیا اور باقی بھی یہ سعادت حاصل کرنے کیلئے بے چین تھے ۔

وبالِ دوش ہے سر جسمِ ناتواں پہ مگر
اُٹھا رکھا ہے تیرے خنجر و سناں کے لیے

اللہ اِن اہلِ ایمان کو اِن کی سرفروشی کا بھرپور بدلہ عطا فرمائے گا۔ البتہ منافقین میں سے کچھ کو اُن کے طرزِ عمل کی سزا دے گا اور کچھ کو توبہ اور اصلاحِ کردار کی توفیق عطا فرمائے گا۔

آیت ۲۵

کفار کے لشکروں کی ذلت آمیز شکست

اِس آیت میں کفار کے لشکروں کی ذلت آمیز شکست اور واپسی کا ذکر ہے۔ اُن کی تمام تیاریاں، جنگی مصارف پر خرچ، جسمانی محنت و تکلیف اور مدینہ کے محاصرہ کی پورے ایک ماہ کی مشقت ضائع ہوگئی۔ اُن کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور وہ مایوسی و حسرت کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔ پھر جن بدنصیبوں نے توبہ نہیں کی، وہ اپنے نامۂ اعمال کو مزید سیاہیوں سے بھر گئے۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

بنو قریظہ کی ذلت آمیز تباہی

یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے غزوہ خندق کے دوران میثاقِ مدینہ کو توڑ کر کفار کے لشکروں سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کی۔ جب صحابہ کرامؓ نے جا کر اُن کو میثاقِ مدینہ کی یاددہانی کرائی تو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی۔ کفار کے لشکروں کی واپسی کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ بنو قریظہ کو اُن کی عہد شکنی کی سزا دو۔ مسلمانوں نے اُن کے قلعوں کو گھیر لیا۔ اُنہوں نے بُزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہتھیار ڈال دیے اور حضرت سعد بن معاذؓ (رئیسِ اوس) کو فیصلہ کیلئے منصف بنانے کی درخواست کی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے تورات کی روشنی میں فیصلہ دیا کہ عہد شکنی کرنے والی قوم کے تمام جوانوں کو قتل کر دو۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو غلام بنا لو۔ تمام املاک کو مالِ غنیمت کے طور پر

قبضہ میں لے لو۔ اِس فیصلہ پر عمل درآمد کیا گیا اور بنو قریظہ بدترین ذلت سے دوچار ہوئے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

نبی اکرم ﷺ کی دنیا سے بیزاری

غزوہ بنو قریظہ کے نتیجہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی مقدار میں مال و دولت ملا اور مدینہ کے ہر گھر میں خوشحالی آ گئی۔ البتہ نبی اکرم ﷺ کے گھر میں اب بھی وہی فاقہ کشی، بغیر چراغ کے اندھیری راتیں اور فقر کا عالم رہا۔ ابھی چونکہ حجاب کا حکم نہیں آیا تھا لہٰذا منافقین آپ ﷺ کے گھر پر آتے اور ازواجِ مطہراتؓ کے سامنے بڑے ہمدرد بن کر فقر کی صورتِ حال پر افسوس کرتے۔ اُن میں دنیا کی آسائشوں کی کمی کے حوالے سے حسرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اُنہیں ترغیب دیتے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے دنیوی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ کریں۔ جب ازواج نے آپ ﷺ سے ایسا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ کو اِس پر شدید دُکھ ہوا۔ آپ ﷺ نے پورے ایک ماہ ازواجِ مطہراتؓ سے علیحدگی اختیار کئے رکھی۔ اِس واقعہ کو سیرت میں واقعہ 'ایلا' کہا جاتا ہے۔ ایک ماہ کے بعد آپ ﷺ نے ازواج کے سامنے دو صورتیں رکھیں:

i- اِن کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے اُنہیں مال و متاع دے دیا جائے، البتہ پھر اُنہیں خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے کیوں کہ نبی ﷺ کو اِن دنیوی سہولیات سے کوئی رغبت نہیں۔

ii- وہ اگر اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور آخرت کی طلب گار ہیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فقر کی اِسی زندگی پر راضی رہیں۔

تمام ازواجِ مطہراتؓ نے دُوسری صورت کو بخوشی قبول فرمالیا۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

ازواجِ مطہراتؓ کا خصوصی معاملہ

ازواجِ مطہراتؓ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا۔ اللہ نے اُنہیں اپنے حبیب ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف عطا فرمایا اور براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے فیض حاصل کرنے کی سعادت

بخشی۔البتہ معاملہ یہ ہے کہ ’’جن کے رُتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے‘‘۔اگر ازواجِ مطہراتؓ نے اپنے اِس خصوصی مقام کا پاس نہ کیا تو اُن کی کوتاہی پر اللہ کی طرف سے پکڑ باقی خواتین کے مقابلہ میں دوچند ہوگی۔اِسی طرح اگر اُنہوں نے اپنے خصوصی اعزاز کے شایانِ شان طرزِ عمل اختیار کیا تو اُن کو اجر بھی دگنا عطا کیا جائے گا اور بہترین رزق سے اُن کا اکرام کیا جائے گا۔

قرآن پڑھا کرو

اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَجِیْ ءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّصَاحِبِهٖ

قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارشی بن کر آئے گا (مسلم)